حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی وفات
پر تقریر

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی وفات پر تقریر

(تقریر فرمودہ ۱۷؍ مارچ ۱۹۴۴ء)

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کو ایسا بنایا ہے کہ ہر شخص کو اپنے قریب کی چیزوں کا زیادہ احساس ہوتا ہے اور جو چیز بعید ہوتی ہے اُس کا احساس اس کو کم ہوتا ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام کے لئے وہ ایک موت کا دن تھا مگر جب حضرت ابوبکرؓ فوت ہوئے تو وہ تابعین جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا تھے اور اسلام حضرت ابوبکرؓ سے ہی سیکھا تھا اُن کو اس وفات کا شدید ترین صدمہ ہوا ویسا ہی صدمہ جیسا کہ صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ہوا تھا۔ اِسی طرح ایک کے بعد ایک زمانہ کے لوگ گزرتے چلے گئے اور جب سارے گزر گئے تو کسی وقت عالمِ اسلامی کے لئے حسن بصریؒ یا جنید بغدادیؒ کی وفات ایسے ہی صدمہ کا باعث تھی جیسی صحابہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مگر یہ احساس نتیجہ تھا اِس بات کا کہ حسن بصریؒ اور جنید بغدادیؒ جیسے لوگ مسلمانوں میں بہت شاذ پیدا ہوتے تھے۔ اگر ساری اُمت ہی حسن اور جنید ہوتی تو وہ درد اور وہ چُبھن جو اِن بزرگوں کی وفات پر بلند ہوئیں یوں بلند نہ ہوتیں۔ بدقسمتی سے اکثر لوگ رونا بھی جانتے ہیں، اظہارِ غم کرنا بھی جانتے ہیں مگر اکثر لوگ خدا تعالیٰ کے لئے زندگی وقف کرنا اور کام کرنا نہیں جانتے یہی وجہ ہے کہ دنیا پر حزن وغم کی چادر پڑی رہتی ہے۔ اگر سب کے سب لوگ دین کی خدمت کرتے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں لگے ہوتے تو دنیا کا عرفان اور علم ایسے بلند معیار پر آ جاتا کہ کسی قابل قدر، خادمِ اسلام کی وفات پر جو یہ احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ فکر لاحق ہوتا ہے کہ اب ہم کیا

کریں گے، یہ کبھی نہ ہوتا۔ میر محمد اسحاق صاحب خدماتِ سلسلہ کے لحاظ سے غیر معمولی وجود تھے۔ درحقیقت میرے بعد علمی لحاظ سے جماعت کا فکر اگر کسی کو تھا تو اِن کو تھا، رات دن قرآن اور حدیث لوگوں کو پڑھانا ان کا مشغلہ تھا۔ وہ زندگی کے آخری دَور میں کئی بار موت کے منہ سے بچے۔ جلسہ سالانہ پر وہ ایسا اندھا دھند کام کرتے کہ کئی بار اُن پر نمونیا کا حملہ ہوا۔ ایسے شخص کی وفات پر طبعًا لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اب ہم کیا کریں گے، لیکن اگر ہماری جماعت کا ہر شخص ویسا ہی بننے کی کوشش کرتا تو آج یہ احساس نہ پیدا ہوتا۔ جب ہر شخص اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہے تو کسی کارکن کی وفات پر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ اب ہم کیا کریں گے بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہم سب یہی کر رہے ہیں۔ عزیز اور دوست کی جدائی کا غم تو ضرور ہوتا ہے مگر یہ احساس نہیں ہوتا کہ اب اس کا کام کون سنبھالے گا۔ موت کا رنج تو لازمی بات ہے مگر یہ رنج مایوسی پیدا نہیں کرتا بلکہ ہر شخص ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اُس نے وقت پر چاروں کونوں کو سنبھال لیا تھا۔ احباب کی اِس غلطی کی وجہ سے کہ ہر ایک نے وقت پر اپنے آپ کو سلسلہ کا واحد نمائندہ تصور نہ کیا اور اس کے لئے کوشش نہ کی آج میر صاحب کی وفات ایسا بڑا نقصان ہے کہ نظر آ رہا ہے اِس نقصان کو پورا کرنا آسان نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اِس طرز کے آدمی تھے۔ ان کے بعد حافظ روشن علی صاحب مرحوم تھے اور تیسرے اِس رنگ میں میر صاحب رنگین تھے۔ اور اِن کی وفات کا بڑا صدمہ اِس وجہ سے بھی ہے کہ اِن جیسے اور لوگ جماعت میں موجود نہیں ہیں اگر اور لوگ بھی ایسے ہوتے تو بے شک ان کی وفات کا صدمہ ہوتا ویسا ہی صدمہ جیسا ایک عزیز کی وفات کا ہوتا ہے مگر جماعتی پہلو محفوظ ہوتا اور یہ دیکھ کر کہ اگر ایک آدمی فوت ہو گیا ہے تو خواہ وہ کسی رنگ کا تھا اُس کی جگہ لینے والے کئی اور موجود ہیں، جماعت کے لوگ مایوس نہ ہوتے اور وہ سمجھتے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ایک آدمی ہم سے لے لیا ہے تو اس کے کئی قائم مقام موجود ہیں۔ مگر قحط الرجال ایسی چیز ہے کہ جو لوگوں کے دلوں میں مایوسی پیدا کر دیتی ہے اور جب کام کا ایک آدمی فوت ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اب کیا ہوگا اور دشمن بھی کہتا ہے کہ اب یہ جماعت تباہ ہو جائے گی اب اس کا کام چلانے والا کوئی نہیں۔ لیکن اگر ایک کے بعد کام کرنے والے کئی

موجود ہوں تو پھر نہ اپنوں میں مایوسی پیدا ہوتی ہے اور نہ دشمن کو خوش ہونے کا موقع مل سکتا ہے۔ پس اگر جماعت کے دوست اپنی اپنی ذمہ داری کو سمجھتے تو آج جو یہ گھبراہٹ پائی جاتی ہے نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے بروقت سمجھ دی اور میں نے نوجوانوں کو زندگیاں وقف کرنے کی تحریک کی جس کے ماتحت آج نوجوان تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارا کام بہت وسیع ہے ہم نے دنیا کو صحیح علوم سے آگاہ کرنا ہے اور اِس کے لئے ہزارہا علماء درکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت اتنی بڑھ رہی ہے کہ آٹھ دس علماء تو ہر وقت ایسے چاہئیں جو مرکز میں رہیں اور مختلف مساجد میں قرآن وحدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس باقاعدہ جاری رہے اور اس طرح نظر آئے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں زندہ موجود ہیں۔ اب کام اتنا بڑھ گیا ہے کہ خود خلیفہ اِسے نہیں سنبھال سکتا۔ اگر قرآن کریم کا درس ہم میں جاری رہے تو گویا کہ زندہ خدا ہم میں موجود ہوگا۔ اگر حدیث کا درس جاری رہے تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں زندہ ہوں گے، اگر کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درس جاری رہے تو گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں زندہ ہوں گے سو یہ کتنی بڑی غفلت ہے جو جماعت سے ہوئی۔ میں تو اِس کا خیال کر کے بھی کانپ جاتا ہوں کتنے تھوڑے لوگ تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار تھے اور اب تو وہ اور بھی بہت کم رہ گئے ہیں۔ اگر ان کے مرنے سے پہلے پہلے جماعت نے اِس کمی کو پورا نہ کیا تو اِس نقصان کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا جو جماعت کو پہنچے گا۔

ذرا غور کرو ہمارے سامنے کتنا بڑا کام ہے اور کتنی بڑی کوتاہی ہے جو جماعت سے ہوئی۔ پس اب بھی سنبھلو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار لوگ اب بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اور شاید تھوڑے ہی دن ہیں۔ پھر میرے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں کہ میری عمر کتنی ہوگی اور اعلانِ مصلح موعود کی پیشگوئی پوری ہونے کے بعد بھی ہوسکتا ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جتنا کام لینا ہو لے لیا ہو۔ پس یہ بڑے خطرات کے دن ہیں اس لئے سنبھلو، اپنے نفسوں سے دنیا کی محبتوں کو سرد کر دو اور دین کی خدمت کے لئے آگے آؤ اور ان لوگوں کے علوم کے وارث بنو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پائی تا تم آئندہ نسلوں کو

سنبھال سکو۔ تم لوگ تھوڑے تھے اور تمہارے لئے تھوڑے مدرِّس کافی تھے مگر آئندہ آنے والی نسلوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور ان کے لئے بہت زیادہ مدرِّس درکار ہیں۔ پس اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دو اور یہ نہ دیکھو کہ اس کے عوض تمہیں کیا ملتا ہے۔ جو شخص یہ دیکھتا ہے کہ اسے کتنے پیسے ملتے ہیں وہ کبھی خدا تعالیٰ کی نصرت حاصل نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کی نصرت اُسی کو ملتی ہے جو اس کا نام لے کر سمندر میں کود پڑتا ہے چاہے موتی اُس کے ہاتھ میں آجائے اور چاہے وہ مچھلیوں کی غذا بن جائے۔ پس مومن کا کام عرفان کے سمندر میں غوطہ لگا دینا ہے وہ اس بات سے بے پرواہوتا ہے کہ اُسے موتی ملتے ہیں یا وہ مچھلیوں کی غذا بنتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت تھی کہ جب کبھی سلسلہ کے لئے غم کا کوئی موقع ہوتا آپ دوستوں سے فرماتے کہ دعائیں کرو اور استخارے کرو تا اللہ تعالیٰ دلوں سے گھبراہٹ دور کر دے اور بشارات دیکر دلوں کو مضبوط کر دے۔ پس آپ لوگ بھی آئندہ چند دنوں تک متواتر دعائیں کریں خصوصاً آج کی رات بہت دعائیں کی جائیں کہ اگر جماعت کے لئے کوئی اور ابتلاء مقدر ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں ٹال دے اور اگر تمہارا خیال غلط ہو تو دلوں سے دہشت کو دور کر دے اور اپنے فضل سے ایسی سچی بشارتیں عطا کرے کہ جن سے دل مضبوط ہوں اور کمزور لوگ ٹھوکر سے بچ جائیں۔ پس خوب دعائیں کرو اور اگر کسی کو خواب آئے تو بتائے۔ خصوصاً صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد بہت دعائیں کریں (حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صحابہ کے نام بھی لئے) وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پایا اور انہیں موقع ملا کہ وہ حضور علیہ السلام کی پاک صحبت میں رہے خاص طور پر میرے مخاطب ہیں وہ آج رات بھی اور آئندہ بھی بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے واقعات اور ابتلاؤں سے بچائے جو کمزوروں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو سکتے ہیں اور جن سے افسردگی پیدا ہوتی ہے کہ یہ دین کی فتح کے دن ہیں اور اِن دنوں میں افسردگی نہیں ہونی چاہیئے بلکہ دلوں میں ایسا عزمِ صمیم ہونا چاہیئے کہ جس کے ماتحت دوست بڑھ بڑھ کر قربانیاں کر سکیں۔ پس خوب دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ کمزور لوگوں کو ٹھوکر سے بچائے اور ایسی بشارات دے کہ جو دلوں کو مضبوط کر دیں اور

اطمینان پیدا کریں ایسا اطمینان کہ جو پھر کبھی نہ چھینا جائے اور جماعت کو کوئی ایسا نقصان نہ ہو جو اِرادوں کو پست کرنے اور ہمتوں کو توڑنے والا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ دلوں میں ایسی تبدیلی پیدا کرے کہ نوجوان خدمت دین کے لئے آگے آئیں اور اس بوجھ کو اُٹھانے کے لئے بڑھیں۔ اور ایسی روح پیدا ہو کہ ہم اور ہماری اولادیں اللہ تعالیٰ کے نور پر اِس طرح فدا ہونے کیلئے تیار ہو جائیں کہ جس طرح برسات کی رات پروانے شمع پر قربان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قرآن کے نور کی شعاعیں ہمارے دلوں پر ڈالے اور اُس نے جو وعدے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہیں انہیں اپنے فضل سے پورا فرمائے، ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے، ہمارے دلوں کو ڈھارس دے، ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنی پسندیدہ راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے حتیٰ کہ ہم اُس کے ہی ہو جائیں اور کوئی چیز ہمارے اور اُس کے درمیان روک نہ ہو اور کوئی چیز اُس کو ہم سے جدا کرنے والی نہ ہو وہ ہمارا اور ہمارا ہی ہو جائے اور ہم بھی اُس کے اور اُس کے اور صرف اُسی کے ہو جائیں۔ آمین

(الفضل یکم اپریل ۱۹۴۴ء)